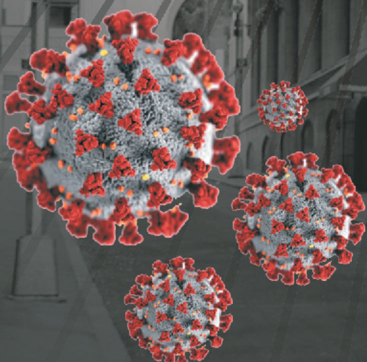


کروناوائرس

کی وبا اور قومِ مسلم



علامہ قمرالزماں خاں اعظمی

نوری مشن مالیگاؤں

پیش کش: رضا لائبریری مالیگاؤں

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۲۰

بفیض : تاج دار اہل سنّت حضور مفتی اعظم وجانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ

زیر سرپرستی : امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی مدظلہ العالی

کرونا وائرس کی وبا اور قومِ مسلم

علامہ قمرالزماں خاں اعظمی

[سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ]

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

رابطہ: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں

سن اشاعت ۱۴۴۱ھ/ ۲۰۲۰ء......ہدیہ: دُعاے خیر

9325028586, 9273574090, gmrazvi92@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

’’کرونا وائرس کی وبا اور قوم مسلم‘‘

ایک علمی تجزیہ

دُنیا مصائب و آلام سے گزر رہی ہے۔ ترقی یافتہ قوتوں نے اسلام دُشمنی میں کئی مسلم ملکوں کو تاخت و تاراج کیا، خونِ مسلم سے اپنے ہاتھ رنگے، بچوں کو یتیم بنایا۔ بناتِ حوا کا سہاگ اُجاڑا۔ ماؤں کی گودیں سونی ہو گئیں۔ شام و یمن، لیبیا و عراق، افغانستان جیسے ملکوں میں آبادیاں بموں کے ذریعے کھنڈر میں بدل دی گئیں۔ مصنوعی قحط مسلط کر کے لاکھوں افراد کو موت کی آغوش میں سُلا دیا گیا۔ اِس قدر ظلم ڈھایا گیا کہ لاکھوں خانماں برباد ہوئے۔ لاکھوں ہجرت کر گئے۔ انسانی وسائل سے عاری کیمپوں میں موت و زیست کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کتنے ہی کشتیوں سے ہجرت کے دوران سمندروں میں غرق ہو گئے۔

آج کرونا وائرس کی وَبا نے طاقتوں کے نشہ اور غرّہ کو خاک میں ملا دیا ہے۔ دُنیا کے بیش تر ممالک لاک ڈاؤن کے ذریعے کرونا وائرس پر قابو پانے کے لیے ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ سوپر پاورز تک اس وَبا کے آگے گھٹنے ٹیک چکے ہیں۔ اسلامی شعائر اور دینی احکام کا مذاق اُڑانے والوں کو اِس وبا نے ان کی وقعت بتا دی ہے۔ اِس رخ سے مفکرِ اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ) تحریر فرماتے ہیں:

’’برطانوی وزیر اعظم کا یہ طنز کہ مسلم لڑکیوں کا نقاب لیٹر بکس معلوم ہوتا ہے۔ آج پوری قوم کو وہی لیٹر بکس پہننے پر مجبور کر رہا ہے اور خود بیمار ہو کر صحت مند ہونے کا انتظار کر رہا ہے، ہر شخص یا تو خود حفاظتی کے تحت گھروں میں مقید ہے یا قانون کے جبر نے اسے نظر بند کر رکھا ہے۔ سڑکیں سنسان، آبادیاں ویران اور برطانیہ کے عالمی اسٹور ہیر ڈس جو دوسری جنگِ عظیم میں بھی بند نہیں ہوئے تھے، آج مقفل

ہیں۔ تمام تفریحی مقامات سنسان ہیں۔ سمندر کے ساحل اور کھیلوں کے اسٹیڈیم ویران ہیں۔ ساحلوں، کلبوں اور رقص گاہوں میں آسودہ گھرانوں کے ناآسودہ افراد کی عریانیت کے مظاہر ختم ہو چکے ہیں۔ دُنیا کے وزرائے اعظم، صدور اور چانسلرز ٹی وی اور میڈیا کے دوسرے ذرائع سے عوام کو گھروں میں بند رہنے کی تلقین کر رہے ہیں۔'' (کرونا وائرس کی وبا اور قوم مسلم، ص ۸)

عریانیت اور جدیدیت نے دہریت ولا دینیت کو راہ دی۔ اسلام دُشمن قوموں نے رہِ حق سے مسلمانوں کو دور کرنے کے لیے برائیوں کی سرپرستی کی۔ شر کو نافذ کیا۔ خیر کے خلاف ماحول سازی کی۔ کرونا وائرس کی وبا نے ان کی عیش گاہوں کو سوُنا کر دیا۔ جس برقع کے خلاف عالمی مہم چلائی گئی تھی؛ آج وہی ان ظالموں کو پناہ کا ذریعہ نظر آرہا ہے۔ وہ خود نقاب اوڑھ کر وبا سے بچنے کے جتن کر رہے ہیں۔ انھیں عملاً قبول کرنا پڑا کہ ''پردہ'' حفاظت کا ضامن ہے۔

دُنیا کی بڑی قوتوں نے برما میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے آنکھیں موند لی تھیں، خانماں برباد لُٹے پٹے قافلے نظر انداز کر دیے تھے۔ آج اس دَرد کی یاد تازہ کرنے کو کئی قافلے شاہراہوں پر نظر آرہے ہیں، بھوک کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ علامہ قمر الزماں اعظمی تحریر فرماتے ہیں:

''لاک ڈاؤن کے ماحول میں بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر بڑے بڑے شہروں سے لوگ کئی کئی سو میل کا سفر کر کے اپنے گھروں کی طرف جانے والے اس اجتماعی سفر میں یا تو کرونا کا شکار ہوں گے؛ یا کچھ لوگ بھوک سے مر جائیں گے۔ کاندھوں پر اپنے ننھے بچوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے اور اپنی پیٹھ پر اپنی معذور بیوی یا ماں کو لادے ہوئے گھروں کو جانے والے؛ اُن اربابِ اقتدار کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں؛ جنھوں نے ابھی گزشتہ دنوں میں برما کے مہاجرین کو سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے، مگر چوں کہ وہ مسلمان تھے، اس لیے کوئی بھی ملک ان کی

مدد کے لیے نہ پہنچ سکا۔'' (نفس مصدر،ص ۸۔۹)

ممبئی اور بڑے شہروں سے اپنے وطن کی جانب سفر کرنے والے لاکھوں افراد نڈھال پائے گئے، کتنے سسک کر دَم توڑ دیے۔ ان میں کئی وہ تھے جنھوں نے کرونا سے متاثر ہو کر جانیں دیں۔ کتنے ہی کرونا کا شکار بنے۔ آبادیاں متاثر ہوئیں۔ بچے بھوک سے نڈھال ہوئے۔ آبلہ پائی نے سیکڑوں خاندانوں کو صحراؤں میں موت و زیست سے ہمکنار کیا۔ ملکی استحکام کے دعوے داروں کی ترقی کا بھرم کھل گیا۔ اس سے کیا مظلوموں کے اس درد کا احساس زندہ ہوگا جن پر اقتدار نے مدتوں سے لاک ڈاؤن مسلط کر رکھا ہے؟ ہر روز ظلم کی خبریں اخباروں کی زینت بنتی ہیں۔ انسانی حقوق کی پامالی قوت وشوکت کے نشے میں مبتلا افراد کا معمول بن چکی ہے۔ انسانی لاشوں پر جمہوری اقدار کے تحفظ کا دعویٰ لمحۂ فکریہ ہے:

''لاک ڈاؤن کے کرب سے بلبلاتے ہوئے لوگ؛ کاش! ان مجبور ملکوں کے بارے میں سوچ سکیں؛ جن کو طاقت وَر اقوام نے اپنی ہوسِ اقتدار پسندی کی تسکین کے لیے مدتوں سے لاک ڈاؤن کی دردناک صورت حال سے دو چار کر رکھا ہے......اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے دُنیا کا سیاسی، معاشی اور جغرافیائی نقشہ تبدیل کرنے والے؛ آج اپنے انجام سے خوف زَدہ ہیں۔ عالم گیریت کا نعرہ لگانے والوں کے پاس اِس عالم گیر وَبا کا فی الحال کوئی علاج نہیں ہے۔'' (نفس مصدر،ص ۹)

موجودہ وَبا نے جس طرح ساری دُنیا میں مصائب کی شام طلوع کی، ترقی یافتہ قوتوں کو لرزا بر اندام کیا، اس سے احساسِ انسانیت بیدار ہونا تھا، ظلم وستم سے باز آنا تھا، مظلوموں اور غریبوں کے درد کا احساس جگانا تھا، لیکن شاید احساس مر چکا ہے، جبھی عذاب کی دستک ہوئی۔ علامہ اعظمی اِس پہلو کو ان لفظوں میں تحریر فرماتے ہیں:

''کاش! دُنیا کے اربابِ اقتدار اُن مظلوم قوموں کے بارے میں سوچتے جو ایک عالمی سازش کے تحت مسلط کی گئی جنگوں کی بنا پر موت، بھوک، بیماری، دربدری اور بے وطنی کا شکار ہو گئیں۔ جن کے ملکوں اور شہروں کو 'تورا بورا' میں

تبدیل کر دیا گیا۔ عراق، لیبیا، شام، فلسطین، بوسینیا کی خوفناک جنگیں نام نہاد ترقی یافتہ قوموں کے سامنے ہیں، مگر دُنیا بھر کے مظلوموں کے حق میں کہیں سے کوئی آواز بلند ہوتی نظر نہیں آ رہی ہے۔ حقوقِ انسانی کی تنظیمیں او، آئی، سی وغیرہ خاموش تماشائی ہیں یا ظالموں کی حمایت کرتی نظر آ رہی ہیں۔ ان حالات میں بے قصور مظلوموں کی آہوں نے بابِ اجابت الٰہی کو دستک دی، جس کے جواب میں مشیت نے آج کے نمرودوں اور فراعنہ کو مچھروں سے زیادہ غیر مرئی اور غیر محسوس وائرس کے ذریعے مبتلائے عذاب کر دیا ہے۔ کاش! کرونا وائرس دُنیا کے ظالموں کی آنکھیں کھول دے اور انہیں احساس ہو جائے کہ یہ ان کے مظالم کی سزا ہے۔'' (نفس مصدر، ص ۹)

مسلم ممالک مغرب کی اندھی تقلید میں اپنی روایات کا خون کر رہے ہیں۔ برائیوں کے مراکز قائم کر کے اسلام دُشمن قوتوں کی تقلید میں سرپٹ دوڑ رہے ہیں، ان سے متعلق علامہ اعظمی رقم طراز ہیں:

''عرب ممالک نے مغرب کی اندھی تقلید میں اپنی گرتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے سنیما گھروں، ہوٹلوں، کلبوں اور شراب خانوں کے کلچر کو رواج دیا۔ حتیٰ کہ کرونا کے عذاب سے کچھ پہلے حجازِ مقدس کے بہت سے شہروں میں ناچ رنگ اور موسیقی کی محفلیں سجائی جانے لگیں۔ جدہ جہاں مسلمان احرام پہن کر جاتا ہے؛ وہاں بھی اسی طرح کے پروگرامات اسٹیج کیے جانے لگے۔ بالآخر مشیت کو جلال آ گیا اور رب کعبہ کی ناراضی کا انجام یہ ہوا کہ کعبہ اور مسجد نبوی اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دروازہ بھی ان پر بند کر دیا گیا۔'' (نفس مصدر، ص ۱۰)

گویا کورونا وائرس کی یہ وبا دعوتِ اصلاح ہے۔ عرب کی مقدس زمیں پر راگ راگنی وموسیقی کلچر کو فروغ دینے والوں کے لیے یہ موقع آنکھیں کھول دینے کو کافی ہے۔ لیکن شاید وہ بیدار ہونے کو تیار نہیں۔ انھیں معاشی زوال اور طبی بحران بھی دکھائی نہیں دے رہا۔ اسلام دُشمن طاقتوں کی اندھی تقلید نے ان کی سوچ کو یورپین چشمے سے دیکھنے کا عادی بنا دیا

ہے۔حالاں کہ بندۂ مومن کے لیے تو یہی بس ہے کہ ؎

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مفکر اسلام خطیب اعظم علامہ قمرالزماں اعظمی نے اپنے اِس مقالہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں وباؤں کے نزول کے اسباب اور ان کے تدارک پر روشنی ڈالی ہے۔ درجنوں آیات سے استدلال کیا ہے اور بتایا ہے کہ وبائیں مسلمانوں کی اصلاح کے لیے نازل ہوتی ہیں اور کفار پر عذاب الٰہی بن کر اُترتی ہیں۔ارشادِ الٰہی ہے:

''اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ: آیت ۳۰/کنزالایمان)

ان اسباب و علل پر بھی روشنی ڈالی ہے، جن سے مصائب اور وبائیں درپیش ہوتی ہیں۔ برائیوں، بدکرداریوں کا عام ہونا، زکوٰۃ کی ادائیگی سے چشم پوشی، ناپ تول میں کمی، کتاب وسنت کی حکم عدولی سے مصائب نازل ہوتے ہیں۔مسلم حکمرانوں نے مغرب کی اندھی تقلید میں اسلامی احکام سے ایسا منھ موڑا کہ مبتلاے عذاب ہو گئے۔علامہ موصوف فرماتے ہیں:

''ان تمام اعمال کے ذریعے مسلم حکمرانوں اور عوام نے خدا کے غضب کو دعوت دی ہے۔آج مشرق و مغرب میں اُمّتِ مسلمہ پر جو کچھ بیت رہی ہے انہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔'' (نفس مصدر، ص ۱۴)

بلاؤں کا نزول مومنوں کے لیے آزمائش ہے اور رجوع الی اللہ کا سنہرا موقع۔اِس رخ سے بھی علامہ قمرالزماں اعظمی نے کئی آیات و احادیث درج کی ہیں۔توبہ کے ضمن میں دلائل پیش کیے ہیں اور ترغیبی تبصرے بھی کیے ہیں، کاش! مسلمانوں میں رجوع کی فکر بیدار ہو۔علامہ موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ ''مومن کے لیے بلائیں اور مصائب ترقی درجات کا ذریعہ ہیں۔''

پیش نظر کتاب میں علامہ موصوف نے عیسائیت کے خود ساختہ تصورِ گناہ اور اسلام کے نظامِ سزا و جزا کے متوازن وفطری اُصول پر عام فہم انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اسلام فطری تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ موجودہ مصائب کا واحد حل اسلام میں موجود ہے۔ سچی توبہ کے ثمرات بھی ذکر کیے ہیں۔ اخیر میں روحانی عمل بھی پیش فرمایا ہے کہ وباؤں سے حفاظت کے ظاہری و روحانی دونوں اسباب ہیں۔ حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا محررہ ''بے نظیر عمل'' درج فرمایا ہے؛ جس میں کئی روحانی فوائد مضمر ہیں۔ قارئین کو چاہیے کہ کتاب میں شامل ''بے نظیر عمل'' کو وظیفہ بنائیں اور روحانی برکتوں کا مشاہدہ کریں۔ اِس مضمون میں درج عبارتیں اِسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی کا یہ مقالہ نوری مشن مالیگاؤں سے شائع ہو کر بزمِ مطالعہ میں پیش ہے۔ علامہ موصوف کی خدمات کا دائرہ ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم سے سمتوں میں پھیلا ہوا ہے۔ بیک وقت کئی اداروں/تنظیموں کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ آپ ایک عظیم خطیب، مخلص داعی، مفکر، مصنف اور شیخ طریقت ہیں۔ خطابت میں قوم کا درد بولتا ہے۔ اسلوبِ خطابت علمی ہے جو استدلال کی قوت سے آراستہ ہے۔ حضور مفتی اعظم کے روحانی مشن کے داعی اور حضور حافظ ملت کے علمی مشن کے مبلغ ہیں۔ دیارِ مغرب میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک مسلک کی اشاعت کا فریضہ بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ! آپ کا سایۂ کرم اہلسنّت کے سروں پر دراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قارئین! مقالہ کا مطالعہ فرمائیں اور اسے اہلِ علم کی بزم میں پہنچائیں تاکہ حال کے تناظر میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس جگایا جاسکے۔

غلام مصطفیٰ رضوی
نوری مشن مالیگاؤں
۷/جولائی ۲۰۲۰ء

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کرونا وائرس کی وبا اور قوم مسلم

علامہ قمرالزماں خاں اعظمی

کرونا وائرس کی وبا آج کل پوری دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔اب تک دُنیا کے ۲۰۰ ر سے زیادہ ممالک اِس تباہ کن وبا کی ہولناکیوں سے دوچار ہیں۔چین سے اس وبا کا آغاز ہوا؛اور دیکھتے ہی دیکھتے دُنیا کے تمام براعظموں کے شہروں،قصبات اور دیہاتوں میں ہر جگہ اپنا پنجا گاڑ چکی ہے۔عقلا حیران،سائنس داں بے بس اور اربابِ اقتدار خوف زدہ ہیں۔دُنیا کو مجبور اور کمزور قوموں کو مقید کرنے والے،انہیں شہروں اور آبادیوں سے نکال کر سمندروں کے ساحلوں،جنگلوں اور وحشت ناک جزیروں میں بے بسی کی تصویر بنانے والے آج خود انھی کیفیتوں سے دوچار ہیں۔

برطانوی وزیر اعظم کا یہ طنز کہ مسلم لڑکیوں کا نقاب لیٹر بکس معلوم ہوتا ہے۔آج پوری قوم کو وہی لیٹر بکس پہننے پر مجبور کر رہا ہے اور خود بیمار ہو کر صحت مند ہونے کا انتظار کر رہا ہے،ہر شخص یا تو خود حفاظتی کے تحت گھروں میں مقید ہے یا قانون کے جبر نے اسے نظر بند کر رکھا ہے۔سڑکیں سنسان،آبادیاں ویران اور برطانیہ کے عالمی اسٹور ہیرڈس جو دوسری جنگ عظیم میں بھی بند نہیں ہوئے تھے،آج مقفل ہیں۔تمام تفریحی مقامات سنسان ہیں۔سمندر کے ساحل اور کھیلوں کے اسٹیڈیم ویران ہیں۔ساحلوں،کلبوں اور رقص گاہوں میں آسودہ گھرانوں کے ناآسودہ افراد کی عریانیت کے مظاہر ختم ہو چکے ہیں۔دُنیا کے وزراے اعظم، صدور اور چانسلرز ٹی وی اور میڈیا کے دوسرے ذرائع سے عوام کو گھروں میں بند رہنے کی تلقین کر رہے ہیں۔

کئی ملکوں میں پولیس اور فوج لوگوں کو گرفتار کر رہی ہے۔کئی مقام پر پولیس کے تشدد سے لوگ موت سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔لاک ڈاؤن کے ماحول میں بھوک کے ہاتھوں مجبور

ہو کر بڑے بڑے شہروں سے لوگ کئی کئی سو میل کا سفر کر کے اپنے گھروں کی طرف جانے والے اس اجتماعی سفر میں یا تو کرونا کا شکار ہوں گے؛ یا کچھ لوگ بھوک سے مر جائیں گے۔ کاندھوں پر اپنے ننھے بچوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے اور اپنی پیٹھ پر اپنی معذور بیوی یا ماں کو لادے ہوئے گھروں کو جانے والے؛ اُن ارباب اقتدار کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں؛ جنہوں نے ابھی گزشتہ دنوں میں برما کے مہاجرین کو سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے، مگر چوں کہ وہ مسلمان تھے، اس لیے کوئی بھی ملک ان کی مدد کے لیے نہ پہنچ سکا۔

لاک ڈاؤن کے کرب سے بلبلاتے ہوئے لوگ؛ کاش! ان مجبور ملکوں کے بارے میں سوچ سکیں؛ جن کو طاقت وَر اقوام نے اپنی ہوسِ اقتدار پسندی کی تسکین کے لیے مدتوں سے لاک ڈاؤن کی دردناک صورتِ حال سے دو چار کر رکھا ہے۔

اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے دُنیا کا سیاسی، معاشی اور جغرافیائی نقشہ تبدیل کرنے والے؛ آج اپنے انجام سے خوف زَدہ ہیں۔ عالم گیریت کا نعرہ لگانے والوں کے پاس اس عالم گیر وبا کا فی الحال کوئی علاج نہیں ہے۔

کاش! دُنیا کے اربابِ اقتدار اُن مظلوم قوموں کے بارے میں سوچتے جو ایک عالمی سازش کے تحت مسلط کی گئی جنگوں کی بنا پر موت، بھوک، بیماری، در بدری اور بے وطنی کا شکار ہو گئیں۔ جن کے ملکوں اور شہروں کو 'تورا بورا' میں تبدیل کر دیا گیا۔ عراق، لیبیا، شام، فلسطین، بوسینیا کی خوفناک جنگیں نام نہاد ترقی یافتہ قوموں کے سامنے ہیں، مگر دُنیا بھر کے مظلوموں کے حق میں کہیں سے کوئی آواز بلند ہوتی نظر نہیں آ رہی ہے۔ حقوقِ انسانی کی تنظیمیں او، آئی، سی وغیرہ خاموش تماشائی ہیں یا ظالموں کی حمایت کرتی نظر آ رہی ہیں۔ ان حالات میں بے قصور مظلوموں کی آہوں نے بابِ اجابت الٰہی کو دستک دی، جس کے جواب میں مشیت نے آج کے نمرودوں اور فراعنہ کو مچھروں سے زیادہ غیر مرئی اور غیر محسوس وائرس کے ذریعے مبتلائے عذاب کر دیا ہے۔ کاش! کرونا وائرس دُنیا کے ظالموں کی آنکھیں کھول دے اور انہیں احساس ہو جائے کہ یہ ان کے مظالم کی سزا ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

قریب آیا ہے روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

عصرِ حاضر کے فراعنہ نے مسلم ملکوں میں دہشت گردی کی کاشت کی، اور انہیں صحابۂ کرام جیسے نام دیے، اولاً انہیں مجاہدین کا نام دیا گیا، مگر افغانستان میں روس کی شکست کے بعد انہیں دہشت گرد کہا جانے لگا، اور پھر پورے عالمِ اسلام کو دہشت گردی کے نام پر مٹانے کی کوششیں کی گئیں۔

معاذ اللہ! قرآن عظیم کو دہشت گردی کی کتاب، پیغمبر اور پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کو دہشت گردوں کا پیغمبر، اور اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دیا گیا، اور اپنے پروردہ میڈیا کے ذریعے اِس کا اِس قدر پروپیگنڈا کیا گیا کہ دُنیا کے اِس سب سے بڑے جھوٹ کو سچ سمجھ لیا گیا، اور یقین کر لیا گیا کہ مسلمانوں اور مسلم ملکوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ اس کے مستحق ہیں۔ آج بھی بڑھتا ہوا اسلاموفوبیا اور اس کے ذریعہ سے پیدا کی گئی نفرت کے نتیجے میں کسی وقت بھی دُنیا میں بوسینیا جیسا اَلمیہ جنم لے سکتا ہے۔

عرب ممالک نے مغرب کی اندھی تقلید میں اپنی گرتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے سنیما گھروں، ہوٹلوں، کلبوں اور شراب خانوں کے کلچر کو رواج دیا۔ حتیٰ کہ کرونا کے عذاب سے کچھ پہلے حجاز مقدس کے بہت سے شہروں میں ناچ رنگ اور موسیقی کی محفلیں سجائی جانے لگیں۔ جدہ جہاں مسلمان احرام پہن کر جاتا ہے؛ وہاں بھی اسی طرح کے پروگرامات اسٹیج کیے جانے لگے۔ بالآخر مشیت کو جلال آ گیا اور رب کعبہ کی ناراضی کا انجام یہ ہوا کہ کعبہ اور مسجد نبوی اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ بھی ان پر بند کر دیا گیا۔ خداے پاک ان اربابِ اقتدار کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے تا کہ حرمین کی رونقیں دوبارہ بحال ہو سکیں۔

گزشتہ دنوں میں کرونا عذاب کے داخل ہونے سے کچھ پہلے ایک مسلم ملک کی آوارہ مزاج لڑکیوں نے ایک جلوس نکالا۔ جس میں یہ نعرہ لگایا ''ہمارا جسم ہماری مرضی''، یعنی اس پر ہمارے ماں باپ یا کسی مذہب کو پابندی لگانے کا کوئی حق نہیں۔ ہم جس طرح چاہیں زندگی گزاریں، ہمیں اپنے اوپر اس طرح کی کوئی پابندی قبول نہیں ہے۔ یہ تو خیر ہے کہ اسی ملک کی باغیرت، عصمت مآب اور اسلام پسند بچیوں نے اس سے بڑا جلوس نکال کر ان کے موقف کو رَد کر دیا، اور اپنی غیرتِ دینی و ملی کا ثبوت دیا۔ میں نے بھی اپنے خطبات میں ان آبرو باختہ عورتوں کی تردید کی اور یہ واضح کیا کہ یہ جسم تمہارا نہیں، تمہارے پروردگار کا پیدا کیا ہوا ہے، اور تمہارے ماں باپ اس تخلیق الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ اِس لیے تم پر سب سے پہلے اللہ کا حق ہے اور اس کے بعد تمہارے ماں باپ کا بھی حق ہے۔

قدرتی آفات اور بلاؤں کا نزول پہلے بھی ہوتا تھا، مگر کسی ایک ملک یا کسی ایک شہر میں۔ ازمنہ ماضیہ میں قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ فرعون و نمرود اور اس کے بعد بھی مختلف قوموں پر عذاب آتے رہے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے زمانے میں دمشق قحط سالی کا شکار ہوا، اور لاکھوں افراد موت سے ہمکنار ہو گئے۔ شیخ سعدی نے اس کا نقشہ کھینچا ہے ؎

چناں قحط سالے شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

لیکن یہ صرف ملک شام بالخصوص دمشق تک محدود تھا، مگر گلوبلائزیشن کے اِس دور میں کرونا نے بھی گلوبلائزیشن کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ اگر خدانخواستہ کرونا کا سلسلہ طوالت اختیار کر گیا تو دُنیا میں جنگ عظیم اوّل اور دوّم سے زیادہ تباہ کاریاں اور معاشی بربادیاں وجود پذیر ہوں گی۔

دراصل کرونا کی یہ عالم گیر وبا دُنیا کے ظالموں کو خبردار کرنے کے لیے ہے کہ وہ ظلم سے باز آجائیں؛ اور مظلوم قوموں پر ظلم و ستم کے مزید پہاڑ نہ توڑیں۔ اور دُنیا میں حقیقی امن قائم کرنے کی کوشش کریں، ورنہ وہ جان لیں کہ وہ اُس قہار و جبار ذات کی گرفت سے بچ نہ سکیں گے جو

ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔

ان طاقت ور قوموں نے دُنیا کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ حالت یہ ہے کہ اگر کسی وقت بھی کسی طالع آزما جنونی کی انگلی ایٹم بم کے بٹن کو دبا دے تو پوری دُنیا فنا ہو جائے گی، العیاذ باللہ۔

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کورونا کے عذاب سے صرف ظالم قوم ہی دو چار نہیں بلکہ مظلوم اقوام بالخصوص مسلمان بھی اس کا شکار ہیں۔ اس سلسلے میں میرا موقف یہ ہے کہ کرونا دُنیا کی طاقت ور اور ظالم اَقوام کے لیے عذاب ہے۔ دُنیا کے گنہگاروں کے لیے رجوع الی اللہ کا ذریعہ ہے اور اہلِ تقویٰ کے لیے ترقی درجات کا ذریعہ ہے۔

پہلی صورت میں قرآن عظیم کی وہ تمام آیات شاہد ہیں، جن کا تعلق اقوامِ ماضیہ کی معذب قوموں کی خبر سے ہے۔ دوسری صورت میں اگر آپ اُمّت مسلمہ کا انفرادی اور اجتماعی طور پر جائزہ لیں تو اس حقیقت سے آپ انکار نہ کرسکیں گے کہ اُمّت مسلمہ ایک طویل عرصہ سے ظلم و ستم کا شکار ہے۔ ان حالات میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ قومِ مسلم اللہ کی طرف رجوع کرتی۔ مگر عالم یہ ہے کہ ہزاروں ظلم و ستم سہنے کے باوجود اس قوم کے اندر رجوع الی اللہ کا اجتماعی شعور بیدار نہیں ہو رہا ہے۔ خوفِ الٰہی دلوں سے نکل چکا ہے اور ہر مصیبت کے بعد مسلمانوں کے حکمراں ظالم قوموں کی پناہ میں جانا چاہتے ہیں ؎

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

کعبۃ اللہ اور مدینہ طیبہ کے متولی بھی رب کعبہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے مغرب کی پناہ میں جانا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں وہ اللہ کی رحمت اور نصرت کے مستحق کس طرح ہو سکتے ہیں؟

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے اُمّت مسلمہ کو خبر دار کر دیا تھا کہ جب اُمّت مسلمہ گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے اور قوانین الٰہی سے انحراف اس قوم کا اجتماعی مزاج بن جائے تو اس پر اس طرح کے عذاب آئیں گے۔ امام محمد اور امام ترمذی علیہما الرحمہ نے یہ

حدیث نقل فرمائی ہے۔

۱۔ جب مال غنیمت کو بلا استحقاق لوگوں میں تقسیم کیا جانے لگے گا۔

۲۔ جب امانت کو منافع تصور کیا جانے لگے گا۔

۳۔ جب علم صرف دُنیا کے لیے حاصل کیا جانے لگے گا۔

۴۔ جب مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگیں گے۔

۵۔ جب مرد اپنے ماں باپ کی نافرمانی اور ان سے قطع تعلق کرنے لگیں گے۔

۶۔ جب لوگ اپنے دوست کو قریب اور باپ کو دور کرنے لگیں گے۔

۷۔ جب مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔

۸۔ جب قبیلہ کی قیادت فاسق لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی۔

۹۔ جب قوم کا رذیل ترین شخص اس کا لیڈر ہوگا۔

۱۰۔ جب آدمی کسی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کرنے لگے گا۔

۱۱۔ جب گانے بجانے والوں کا غلبہ ہو جائے گا۔

۱۲۔ جب اس اُمّت کے آخری لوگ پہلوں پر لعنت کرنے لگیں گے۔

اُس وقت تم سرخ آندھی (ایٹمی دھماکہ وغیرہ یا آج کل کی جنگوں۔اعظمی) زلزلہ، دھنسا دیے جانے، برباد کر دیے جانے اور ہلاکت کا انتظار کرو۔

یہ سب یکے بعد دیگرے اس طرح ہوگا جس طرح ایک لڑی میں پروئے ہوئے دانے یکے بعد دیگرے گرنے لگتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم میں پانچ باتیں وقوع پذیر ہوں گی۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم میں یہ باتیں پائی جائیں یا تم ان باتوں کو پاسکو۔

۱۔ جب کسی قوم میں برائیاں اور بدکرداریاں عام ہو جائیں اور لوگ اس کا ارتکاب اعلانیہ کرنے لگیں تو اس قوم میں طاعون یا ایسی تکلیفیں ہوں گی جن سے ان کے اسلاف بالکل

ناواقف ہوں گے۔ (مثلاً: ایڈز، کرونا وائرس۔ اعظمی)

۲۔ جب کوئی قوم زکوٰۃ روک دے تو اس پر آسمان کی بارش روک دی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو ان پر کبھی بارش نہ ہو۔

۳۔ جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو خشک سالی، شدید حالات اور اس پر بادشاہ کا ظلم ہوگا۔

۴۔ جب کسی قوم کے اُمرا اللہ کی کتاب کے خلاف کرنے لگیں گے تو اللہ ان پر ان کے دُشمنوں کو مسلط کر دے گا، جو ان سے ان کے اختیارات سلب کر لیں گے۔

۵۔ اور جب وہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معطل کریں گے تو ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے۔

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں اگر آپ اُمّت مسلمہ کے کردار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ وہ کون سی برائی ہے جو اس قوم کے اندر موجود نہیں ہے۔

حدیث پاک میں ہے: الناس علی دین ملوکھم۔ یعنی لوگ اپنے بادشاہوں یعنی حکمرانوں کے دین پر ہوتے ہیں۔

ممالکِ اسلامیہ کے حکمراں اپنے مغربی آقاؤں کی مرضی اور خواہش کے مطابق اپنی عوام کو فحاشی اور بدکرداری کے راستے پر ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ عوام وخواص میں سبھی فحاشی، بے حیائی اور بدکرداری میں مبتلا ہیں۔ حقوق اللہ سے انحراف اور حقوق الناس کو غضب کرنے میں لگے ہیں۔ اسلام کا نظامِ عدل معطل ہے۔ جہاں کہیں ملکی قانون میں اس طرح کی کوئی دفعہ موجود ہے تو اس کو بھی تبدیل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ عوام کے مال کو حکمراں اپنی عیاشیوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ ان تمام اعمال کے ذریعے مسلم حکمرانوں اور عوام نے خدا کے غضب کو دعوت دی ہے۔ آج مشرق ومغرب میں اُمّت مسلمہ پر جو کچھ بیت رہی ہے انہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔

قرآن عظیم کا فرمان ہے: وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ

وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ (سورۃ الشوریٰ: آیت ۳۰)

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

’نماز‘ جو نجات کی ضامن ہے۔ المیہ یہ ہے کہ کم و بیش نوے فی صد مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ حدیث پاک میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ

یعنی جو نماز کو قصداً چھوڑے گا وہ اللہ کے ذمہ کرم سے دور کر دیا جائے گا۔

گویا وہ اہلِ دُنیا کے حوالے ہو جائے گا کہ دُنیا والے جو سلوک چاہیں اس کے ساتھ کریں، ’نماز‘ معراجِ مومن ہے، رجوع الی اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ انہیں عروج ملے تو ان کو رجوع الی اللہ کے نصاب پر عمل کرنا پڑے گا۔

انبیاے کرام اور صالحین اُمّت کا یہ معمول رہا ہے کہ جب انہیں کوئی مصیبت پیش آتی تو سب سے پہلے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سر بسجود ہوتے اور مالک حقیقی کی بارگاہ میں التجا کرتے۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بارہا مشکل حالات میں اپنے رب کی بارگاہ میں سر بسجود ہو کر انتہائی تضرع والحاح وزاری کے ساتھ دُعا فرماتے تھے۔

علامہ ابن کثیر نے ’’السیرۃ النبویہ‘‘ میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ دُعا نقل فرمائی ہے کہ جب آپ طائف سے واپس آتے ہوئے زخموں سے چُور چُور ایک باغ میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد اپنی تمام تر پیغمبرانہ عظمتوں کے باوجود اپنے رب کے حضور میں انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ ان الفاظ میں دُعا فرماتے ہیں:

ترجمہ: ’’اے اللہ میں اپنی ناتوانی اور اپنی قوتِ عمل کی کمی اور لوگوں کے مقابلے میں اپنی بے بسی کا شکوہ تیرے حضور میں پیش کرتا ہوں۔ اے اللہ! تو ارحم الراحمین ہے اور تمام کمزوروں کا رب ہے اور تو میرا بھی رب ہے۔ اے اللہ! تو مجھے کس کے حوالے فرماتا ہے؟ ایسے دور افتادہ کے حوالے جو میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آتا

ہے۔کیا کسی دُشمن کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے۔اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے ان تکالیف کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔پھر بھی تیرا دامانِ عافیت میرے لیے بہت کشادہ ہے۔میں پناہ لیتا ہوں تیری ذات کے نور کی، جس سے تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دُنیا و آخرت کے کام سنور جاتے ہیں۔میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل فرمائے۔یا مجھ پر اپنی ناراضی نازل فرمائے۔تیری ذات کے بغیر نہ میرے پاس کوئی طاقت ہے اور نہ قوت ہے۔‘‘

غزوۂ بدر کے موقع پر اپنے خیمۂ اطہر میں انتہائی گریہ وزاری کے ساتھ پوری رات مصروفِ دُعا رہتے ہیں اور طلوعِ فجر سے پہلے جب آپ کے الحاح وزاری کی آواز خیمۂ مبارک سے باہر آتی ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو آپ کے خیمۂ اطہر کے باہر پہرہ دے رہے تھے، اندر حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! سر مبارک اٹھائیے، اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔

اُمّت کی مغفرت کے لیے پوری پوری رات سجدے میں گزارتے۔یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔آپ اندازہ فرمائیے کہ وہ عظیم رسول ﷺ جو باعث تخلیق کائنات ہیں؛ وہ بھی خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں انتہائی سوز و کرب کے ساتھ دُعا کرتے ہیں۔مصائب میں دُعا کرنا انبیاے کرام کی سنت متوارثہ ہے۔

قرآن عظیم میں انبیاے کرام کی دُعائیں موجود ہیں۔انہیں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو خدا کی بارگاہ میں التجا فرماتے۔حضرت نوح علیہ السلام جب ایک طویل زمانے تک اپنی قوم کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہے اور ان کی قوم نے مظالم کی انتہا کر دی، پھر ایک ایسا وقت آیا کہ انہوں نے اپنے رب کے حضور میں ان الفاظ میں دعا کی:

اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ۔ (سورۃ القمر: آیت ۱۰)

ترجمہ: میں مغلوب ہوں، تو میرا بدلا لے۔ (کنز الایمان)

ان کی دُعا کے جواب میں نصرتِ الٰہی نے ان کو نوازا اور طوفانِ نوح کے ذریعے

ظالموں کو غرق فرما دیا اور انہیں اور ان کے ساتھ جملہ اہلِ ایمان کو نجات عطا فرمائی۔

حضرت ایوب علیہ السلام جب ابتلا اور آزمائش میں مبتلا کیے گئے اور کئی سال تک ان تمام مصیبتوں کو برداشت کرتے رہے۔ ان کے بیٹوں کا انتقال ہو گیا، ان کے باغات تباہ ہو گئے، ان کی قوم نے انہیں آبادی سے نکال دیا تو انھوں نے اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کی:

وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (سورۃ الانبیاء: آیت ۸۳)

ترجمہ: اور ایوب کو (یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مِہر والوں سے بڑھ کر مِہر والا ہے۔ (کنز الایمان)

ابتلا اور آزمائش کا دور ختم ہو گیا انہیں صحت و توانائی میسر آئی، اللہ نے انہیں اولاد اور باغات سے نوازا۔

حضرت زکریا علیہ السلام ضعیف اور کمزور ہو گئے ہیں اور اس بات سے پریشان رہتے ہیں کہ میرے بعد دین کی دعوت کا کام کون انجام دے گا تو انھوں نے اپنے رب کی بارگاہ میں دُعا فرمائی: رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (سورۃ الانبیاء: آیت ۸۹)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث۔ (کنز الایمان)

اس التجا کے جواب میں انہیں بڑھاپے کے باوجود جناب یحییٰ علیہ السلام جیسے عظیم بیٹے سے نوازا گیا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے ایک طویل زمانے تک اپنی قوم کی اصلاح کی کوشش کی۔ مگر قوم اپنی ناپسندیدہ روش پر قائم اور صراطِ مستقیم سے منحرف رہی۔ بالآخر جناب یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے ناراض ہو کر اپنی زمینِ دعوت کو چھوڑ کر کسی اور علاقے کی طرف جانے کا فیصلہ فرما لیا۔ یہ فیصلہ ان کا پیغمبرانہ اجتہاد تھا جس میں رب کی مرضی شامل نہ تھی، اس لیے کہ کسی پیغمبر کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ مشکلات اور مصائب سے تنگ آ کر اپنی زمینی دعوت کو از خود چھوڑ دیں۔ چنانچہ انبیائے کرام نے جتنی ہجرتیں کی ہیں وہ حکم الٰہی کے بعد کی ہیں۔ خود پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو حبشہ اور دوسری جگہوں کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور خود ظلم

برداشت کرتے رہے؛ مگر جب حکم الٰہی ہوا تو آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے حکم الٰہی کا انتظار کیے بغیر ہجرت فرمائی تو انہیں مچھلی کے پیٹ میں بصورت اِبتلا چالیس دن گزارنا پڑا، اوراس دوران انھیں اپنے عجلت میں کیے ہوئے فیصلے کا احساس ہوا تو خدائے بزرگ وبرتر کی بارگاہ میں ان الفاظ میں دُعا کرتے رہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (سورۃ الانبیاء: آیت ۸۷)

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاکی ہے تجھ کو بیشک مجھ سے بے جا ہوا۔ (کنزالایمان)

یہ دُعا آج دُعائے یونس کے نام سے مشہور ہے، اور آج بھی اس کا وِرد مصائب اور مشکلات کو دفع فرما دیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور انہیں مچھلی نے دریا کے کنارے اُگل دیا۔ جب آپ اپنی زمینِ دعوت میں پہنچے تو وہاں نقشہ ہی بدل چکا تھا، تمام گنہگار اور عصیاں شعار توبہ کر کے متقی اور پرہیزگار بن گئے تھے۔ کیوں کہ جناب یونس کے چلے جانے کے بعد انھیں احساس ہوا کہ جب کوئی نبی اپنی زمینِ دعوت کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کی قوم پر عذاب آتا ہے۔ اس خیال نے انہیں توبہ کی طرف مائل کیا۔ قرآن عظیم نے ان کی توبہ کا ذکر کیا ہے کہ کسی قوم کو اس کی توبہ نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا جناب یونس کی قوم کو۔

جناب یونس علیہ السلام کے ترکِ وطن میں یہ مصلحت خداوندی بھی تھی کہ اس طرح ان کی قوم اجتماعی توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے گی اور دُنیا بھر کی معصیت شعار قوموں کو یہ سبق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں اجتماعی توبہ اور اصلاحِ حال کر کے اپنی دُنیا اور آخرت سنوار لیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ رہی ہے کہ پیغمبر کی ہجرت کے بعد ان کی نافرمان قوم پر عذاب آجاتا ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد مکہ والوں پر عذاب کیوں نہیں آیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی تھی کہ اے میرے اللہ! میری قوم پر اس طرح کا عذاب نازل فرمانا جس طرح انبیائے سابقین کی قوموں پر عذاب نازل فرمایا تھا۔ اللہ رب العزت نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (سورۃ الانفال: آیت ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔ (کنز الایمان)

البتہ پوری قوم پر عذاب تو نہیں آیا مگر جو ظالم تھے انہیں غزوۂ بدر میں موت سے ہمکنار کیا گیا، یہ بھی ایک طرح کا عذاب تھا۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ علم الٰہی میں یہ بات تھی کہ فتح مکہ کے بعد پورا مکہ اسلام کی آغوش میں داخل ہو جائے گا اور مکہ مکرمہ دارالاسلام بن جائے گا۔ اور چوتھی وجہ یہ تھی کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اس لیے ان کی قوم کو قیامت تک دین اسلام کی اشاعت اور اقوام عالم تک پہنچانے میں باقی رکھنا ضروری تھا۔

کیا جناب یونس علیہ السلام کی ہجرت، دُعا اور پھر قوم کی اصلاح پذیر ہونے اور اس کے نتیجے میں غالب ہونے کے واقعات سے اُمّت مسلمہ کو یہ سبق حاصل نہیں ہوتا کہ آج بھی اگر اُمّت مسلمہ خدا کی بارگاہ میں جھک جائے، گناہوں سے توبہ کر لے تو اسے دوبارہ غلبہ و اقتدار نصیب ہوگا۔ خدا کرے کہ کورونا کے عذاب کے نتیجے میں اپنے گھروں میں مقید مسلمان اس پر غور کریں اور جب اس مصیبت سے نجات پا کر مساجد کی طرف لوٹیں تو مکمل بدلے ہوئے متقی اور پرہیز گار ہوں۔ اس طرح اس مصیبت میں بھی اُمّت مسلمہ کے لیے خیر کا پہلو بھی پوشیدہ ہے۔

قرآن عظیم میں مصائب اور مشکلات کے ماحول میں خدائے برتر کی بارگاہ میں اخلاص کے ساتھ رجوع کرنے والوں کے لیے یہ ابدی بشارت موجود ہے:

اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۵۶-۱۵۷)

ترجمہ: کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی

طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (کنزالایمان)

قرآن عظیم میں توبہ کا ذکر ۹۰/مقامات پر ہے اور مصدر اِستغفار اپنے تمام مشتقات کے ساتھ ۲۰۰/سے زائد مقامات پر موجود ہے۔قرآن عظیم کی ایک سورت کا نام سورۂ توبہ ہے۔اللہ رب العزت نہ صرف یہ کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے بلکہ ان کے نامۂ اعمال میں گناہوں کو مٹا کر نیکیاں تحریر فرمانے کا حکم دیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔ (سورۃ الفرقان: آیت ۷۰)

ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا (سورۃ ہود: آیت ۳)

ترجمہ: اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتنا دے گا۔ (کنزالایمان)

ارشادِ الٰہی ہے: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ تَوۡبَۃً نَّصُوۡحًا۔ (سورۃ التحریم: آیت ۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ (کنزالایمان)

خدائے ستار و غفار کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا التَّوۡبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِیۡبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوۡبُ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا۔ (سورۃ النساء: آیت ۱۷)

ترجمہ: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں توبہ کر لیں، ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے

رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ﱠ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (سورۃ آل عمران: آیت ۱۹۳)

ترجمہ: اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے، اے رب! ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔ (کنزالایمان)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ (سورۃ الانعام: آیت ۴۲)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تم سے پہلی اُمتوں کی طرف رسول بھیجے تو انہیں سختی اور تکلیف سے پکڑا کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں۔ (کنزالایمان)

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ الانعام: آیت ۵۴)

ترجمہ: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ، تم پر سلام، تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے، تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

جملہ انبیاے کرام نے مصائب و آلام کے ماحول میں رجوع الی اللہ کا سہارا لیا، اور اللہ نے کامیاب فرمایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دُعا: رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ (سورۃ الاعراف: آیت ۸۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے

بہتر۔ (کنزالایمان)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (سورۃ الاعراف: آیت ۱۲۸)

ترجمہ: موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ کی مدد چاہو اور صبر کرو، بے شک زمین کا مالک اللہ ہے۔ اپنے بندوں میں جسے چاہے وارث بنائے اور آخر میدان پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ پاک اپنے حبیب علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (سورۃ الانفال: آیت ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔ (کنزالایمان)

توبہ کے باب میں احادیث مبارکہ

توبہ واستغفار کے حوالے سے کثرت سے احادیث مبارکہ کتب حدیث میں موجود ہیں ان میں سے چند احادیث ہدیۂ ناظرین ہیں۔

آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اسے نزع کا عالم طاری نہ ہو جائے۔ حدیث کے الفاظ ہیں ''إن الله يقبل توبة العبد مالم يغرغر''۔ (ترمذی شریف، کتاب الدعوات) یعنی جب تک اسے موت کی ہچکی نہ آنے لگے۔

خدائے رحمٰن ورحیم اپنے بندوں پر بے پایاں مہربان ہے۔ بندہ زندگی بھر گناہوں میں مبتلا رہتا ہے؛ مگر جب اسے اپنے گناہوں کا احساس ہو جائے اور سچے دل سے توبہ کر لے تو معبودِ حقیقی اسے معاف کر دیتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ وسعتِ رحمتِ حق

دیکھ کر گناہوں پر گناہ کرتا چلا جائے۔ اُمید مغفرت کے سہارے گناہ کرنا گناہوں کے عذاب کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے؛ بلکہ خوف یہ ہوتا ہے کہ ایسے بندے کے لیے توبہ کی قبولیت کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں! کسی گمراہ شاعر نے (معاذ اللہ) یہ بات بڑی جرأت کے ساتھ کہی تھی۔

خدا یہ حشر میں پوچھے گا پارساؤں سے
گناہ کیوں نہ کیا؟ کیا خدا رحیم نہ تھا

پھر کسی بھی عصیاں شعار کو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کی موت کب آئے گی؟ اس لیے توبہ میں جس قدر جلدی کی جائے اسی قدر نجات کی زیادہ اُمید ہے۔ بعض احادیث کا مفہوم ہے کہ قیامت تک توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ مگر ایک بندے کے لیے قیامت کا دن تو اس کی موت ہی کا دن ہے؛ اس لیے کہ موت کے بعد اس کی آنکھ تو قیامت کے دن ہی کھلے گی۔

ایک حدیث میں ہے: اللہ رب العزت اپنا دستِ قدرت رات کو دراز فرماتا ہے تاکہ دن کے گناہ گار کو بخش دے اور دن کو دراز فرماتا ہے تاکہ رات کے گناہ گار کو معاف فرمادے اور یہ کرم بے پایاں اس وقت تک ہوتا رہے گا؛ جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو جائے یعنی قیامت نہ برپا ہو جائے۔ (ریاض الصالحین)

قرآن عظیم میں اللہ رب العزت نے مختلف مقامات پر اپنی ذات کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ (سورۃ البقرہ: آیت ۳۷)

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۶۰)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ (سورۃ البقرہ: آیت ۲۲۲)

سید المعصومین سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا أیها الناس توبوا إلی الله، فإني أتوب في اليوم إليه مائة مرة. (رواہ مسلم)

اے لوگو! اللہ کے حضور میں توبہ و استغفار کرو اس لیے کہ میں خود روزانہ سو بار خدا کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

غور فرمائیں! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید المعصومین ہیں؛ مگر پھر بھی اللہ کے حضور میں توبہ کرتے ہیں تاکہ اُمّت مسلمہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر کے اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہوجائے۔

حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا گیا: اے ابن آدم! جب تم مجھ سے اُمیدِ مغفرت کے ساتھ دُعا کروگے تو میں تمہارے تمام گناہوں کو معاف کردوں گا اور میں بے نیاز ہوں۔

اے ابن آدم! اگر تمہارے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں اور تم پھر بھی مجھ سے مغفرت طلب کرو تو میں تمہارے تمام گناہوں کو معاف کردوں گا۔

اے ابن آدم! اگر تم زمین کی وسعتوں کے برابر گناہ کر کے میری بارگاہ میں حاضر ہوگے تو میں زمین کی وسعتوں کے برابر تمہیں مغفرت سے نوازدوں گا، بشرطیکہ تم نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: التائب من الذنب کمن لاذنب له۔

عذابِ الٰہی کی شکل میں اگر کسی قوم پر وباؤں اور مصیبتوں کا نزول ہوتا ہے تو جو مجرم ہیں ان کے لیے سزا ہے اور جو مجرم نہیں ہیں ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔

چنانچہ بخاری شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک لشکر کعبہ شریف پر حملہ کی نیت سے روانہ ہوگا لیکن جب وہ ایک چٹیل میدان (بیداء) میں پہنچے گا تو اس کے اوّل وآخر کو دھنسا دیا جائے گا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ان سب کو کیسے دھنسا دیا جائے گا، جب کہ ان میں بعض لوگ کاروبار کرنے والے اور بعض لوگ مجبوراً شریک ہوں گے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب کو دھنسا دیا جائے گا پھر ان کی نیتوں کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔

مومن کے لیے بلائیں اور مصائب ترقی درجات کا ذریعہ ہیں، چنانچہ امام بخاری علیہ

الرحمہ نے حدیث نقل فرمائی ہے کہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں سوال کیا تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا: یہ عذابِ الٰہی ہے جن پر اللہ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، اللہ اس کو مومن کے لیے رحمت بنا دیتا ہے تو جب کوئی مومن طاعون میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنے شہر میں صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے رہتا ہے اس یقین کے ساتھ کہ اس کو وہی پہنچے گا جو اللہ نے لکھ دیا تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملے گا۔ جب کسی فرد یا قوم یا خاندان کو ابتلا اور آزمائش سے دوچار کیا جاتا ہے تو نہ صرف یہ کہ مبتلا ہونے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے بلکہ جو لوگ صبر کرتے ہیں ان کے لیے بھی جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ حدیث قدسی میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب العالمین جل مجدہ سے روایت کی کہ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں بندۂ مومن کی کوئی محبوب شئی قبض کرلوں تو پھر وہ اس پر صبر کرلے تو اس کی جزا جنت سے کم نہیں ہے۔

مسلمانوں کو جب بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے بدلے میں ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی مسلمان کو کسی طرح کی تھکن، مرض، غم یہاں تک کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھے تو اس کے ذریعے اس کے بعض گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بعض مومن اور مومنہ کی جان مال اور اولاد پر مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہیں رہ جاتا۔ (ترمذی)

مسلم شریف کی ایک روایت میں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان گرامی مذکور ہے:

عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ:

إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ۔

ترجمہ: مومن کا ہر کام بہت خوب ہے جب اس کو خوشی میسر آتی ہے تو شکر کرتا ہے تو اس کے لیے خیر، اور جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: ہر آدمی خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔

یہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ بے پایاں ہے کہ خطا کار کو خیر کے لقب سے نواز رہے ہیں ؂

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ

دُنیا کے مختلف مذاہب نے گناہوں کی بخشش اور نجات کے لیے مختلف قوانین وضع کیے ہیں بالخصوص عیسائیت نے انسان کو پیدائشی گناہ گار قرار دیا ہے، اور اس نے یہ عقیدہ وضع کیا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام سے جنت میں گناہ سرزد ہوا تھا؛ اس لیے تمام ابنائے آدم میں ان کا گناہ بطورِ وراثت منتقل ہو رہا ہے، ہر انسان پیدائشی گناہ گار ہے، اس لیے جب تک وہ پیدائش کے بعد بپتسمہ کے عمل سے نہ گزرے اور چرچ میں صلیبِ مسیح اور پادری کے سامنے اعترافِ گناہ کر کے اس سے اپنے گناہوں کو نہ بخشوائے تو وہ مستحق جنت نہیں ہے۔ ان عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے سولی دی گئی تھی کہ وہ ابنائے آدم کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں۔

اسلام میں حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش اس گناہ کی طرح نہیں ہے جو ابنائے آدم سے سرزد ہوتا ہے۔ وہ تو ایک مصلحتِ خداوندی تھی، جس کی وجہ سے یہ دُنیا آباد ہوئی۔ دُنیا کی یہ رونقیں اسی خطائے آدم کا حسین ترین نتیجہ ہیں ؂

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
انھیں زلفوں کے سب اسیر ہوئے

گناہوں کے نتیجے میں ہمیشہ عذاب آتے ہیں، آبادیاں تباہ ہو جاتی ہیں مگر یہ کیسا گناہِ آدم ہے کہ جہانِ رنگ و بو کی تمام خوبیاں اسی کا نتیجہ ہیں۔ اوّل تو ہم نہ صلیب مسیح کے قائل ہیں اور نہ ہی کفارہ کے۔ اس لیے کہ اس طرح کے مزعومہ عقائد نہ صرف یہ کہ ان کا کوئی ثبوت عہد نامۂ قدیم میں ہے اور نہ ہی عہد نامۂ جدید میں؛ یعنی نہ تورات و انجیل میں ہے اور نہ ہی زبور میں۔ اس کے برعکس قرآن عظیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے کا قائل ہے۔ یہ کس قدر ناقابلِ قبول عقیدہ ہے کہ گناہ ابوالانسان سیدنا آدم علیہ السلام سے ہزاروں سال پہلے سرزد ہو اور سزا صبح قیامت تک ان کی اولاد کو دی جائے گی؛ جب کہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورۃ فاطر: آیت ۱۸) کوئی بھی نفس کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہ اُٹھائے گا، قرآن پاک کا یہ فرمان عدلِ حقیقی کے عین مطابق ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عیسائی ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب مانتے ہیں اور دوسری طرف انھیں خدا بھی مانتے ہیں وہ التثلیث فی الوحدۃ اور الوحدۃ فی التثلیث کے قائل ہیں وہ 'اقانیم ثلٰثہ' خدا، روح القدس اور عیسیٰ کو ایک بھی مانتے ہیں اور تین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کیا دُنیا کا کوئی صاحبِ ہوش انسان اس نظریے کو تسلیم کر سکتا ہے کہ تین ایک ہے اور ایک تین ہیں! کیا ریاضی قطعیت اس کی تائید کرے گی۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تھے تو پھر مصلوب ہو کر خود ہی منتقِم بھی تھے اور خود ہی منتقَم بھی، پھر یہ کیسے مجبور خدا ہیں کہ یہودی بادشاہ انہیں انتہائی بے کسی کے عالم میں کانٹوں کا تاج پہنا کر سولی دے دیتا ہے۔ اصل میں انھوں نے یہ عقیدہ بولص شمساطی (سینٹ پال) کی تجویز کے مطابق گڑھ لیا ہے تا کہ دُنیا کا ہر انسان نجات حاصل کرنے کے لیے عیسائیت قبول کر لے، عیسائیوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنے لٹریچر، میڈیا، مشنریز اور دوسرے ذرائع سے یہ پروپگنڈہ کرنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام میں نجات کا کوئی تصوّر نہیں ہے۔ اس لیے کہ قرآن کا فرمان ہے:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

(سورۃ الزلزال: آیت ۷۔۸)

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (کنزالایمان)

مسلم نوجوان چوں کہ دینی علوم سے ناواقف اور قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں اس لیے وہ اس طرح کے پروپگنڈوں سے متاثر ہوکر یا تو اسلام کے بارے میں شکوک کا شکار ہوجاتے ہیں یا پھر ارتداد کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام میں مغفرت اور نجات کے عقیدے کو قرآن وحدیث کی روشنی میں عام کیا جائے، اور یہ واضح کیا جائے کہ: نجات صرف اسلام کے دامن میں ہے، نہ کہ عیسائیت کے مزعومہ عقیدۂ نجات میں۔ اسلام میں اگر کسی سے گناہ سرزد ہوجائے تو اسے کسی انسان کے سامنے اعترافِ گناہ کی ضرورت نہیں۔ اسلام گناہگاروں کو بھی کسی کے سامنے رُسوا نہیں کرنا چاہتا ہے۔آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو بندہ کسی دوسرے بندے کے عیوب پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔اس لیے اسلام میں نجات کے مندرجہ ذیل دروازے کھلے ہوئے ہیں:

(۱) وہ گناہوں سے سچی توبہ کرکے بقیہ زندگی گناہوں سے اجتناب کرے۔

(۲) گناہوں کے احساس کے بعد وہ کثرت سے اعمالِ حسنہ انجام دے۔ اللہ کا فرمان ہے: اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ (سورۃ ھود: آیت ۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (کنزالایمان)

(۳) شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت کا طلب گار ہو اور اسے ان کی شفاعت نصیب ہوجائے۔

(۴) قیامت میں اللہ رب العزت اسے اپنے فضل وکرم سے معاف کردے۔

اگر کوئی بدنصیب نجات ومغفرت کے ان تمام دروازوں پر باریابی کا شرف نہ حاصل کر سکا تو پھر اسے گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

زیر مطالعہ مقالے میں اِس سلسلے میں قرآن وحدیث کے درجنوں حوالے موجود ہیں۔

نجات کے لیے یہ کافی ہے کہ بندہ حقیقی احساسِ ندامت کے ساتھ اپنے معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں جھک جائے اور شرمندگی کے آنسوؤں کے ساتھ توبہ کرلے تو خدائے ستار وغفار اسے ضرور معاف کردے گا۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مِرے عرقِ انفعال کے

اللہ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ میدانِ محشر میں اپنے کرمِ بے پایاں سے ہم سب کو شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے نوازے اور ہم سب کی مغفرت فرمادے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

☆☆☆

بے نظیر عمل

مضمون کے اخیر میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا مرتب کردہ ''بے نظیر عمل'' قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ یہ دُعا ہر قسم کی آفت وبلا سے محفوظ رہنے کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین اسے ضرور عمل میں لائیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(اوّل وآخر تین تین بار یہ درود شریف پڑھیں)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا دَافِعَ الۡبَلَاۤءِ وَالۡوَبَآءِ وَالۡقَحۡطِ وَالۡمَرَضِ وَالۡاَلَمِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۝ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا مُحَلِّلُ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ۝ کُنۡ لِّیۡ جَارًا مِّنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۝ وَشَرِّ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ وَاَتۡبَاعِھِمۡ اَنۡ یُّغِیۡرَ عَلَیۡنَا اَحَدٌ مِّنۡھُمۡ وَ یُطۡغِیۡنِیۡ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآءُكَ وَلَآاِلٰہَ غَیۡرُكَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡحَلِیۡمُ الۡكَرِیۡمُ۝ سُبۡحَانَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۝ لَآاِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآءُكَ وَلَآاِلٰہَ غَیۡرُكَ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفۡسِیۡ بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیۡنِیۡ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھۡلِیۡ وَمَالِیۡ وَوُلۡدِیۡ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی مَا اَعۡطَانِیۡ بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی جَمِیۡعِ اَھۡلِ السُّنَّۃِ۝ اَللّٰہُ رَبِّیۡ لَا اُشۡرِكُ بِہٖ شَیۡئًا ۝ اَللّٰہُ اَكۡبَرُ اَللّٰہُ اَكۡبَرُ اَللّٰہُ اَكۡبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعۡظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحۡذَرُ عَزَّجَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآءُكَ وَلَآاِلٰہَ غَیۡرُكَ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِیۡ وَمِنۡ شَرِّ شَیۡطَانٍ مَّرِیۡدٍ وَّمِنۡ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیۡدٍ۝ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیۡہِ تَوَكَّلۡتُ وَھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ۝ اِنَّ وَلِیِّ اللّٰہُ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡكِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّاھُوَ عَلَیۡہِ تَوَكَّلۡتُ وَھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ، تَوَكَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ بَابُنَا۝ تَبَارَكَ اللّٰہُ حِیۡطَانُنَا۝ یٰسٓ سَقۡفُنَا۝ حٰمٓ عٓسٓقٓ حِمَایَتُنَا۝ كٓھٰیٰعٓصٓ كِفَایَتُنَا۝ فَسَیَكۡفِیۡكَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۝ سِتۡرُ الۡعَرۡشِ مَسۡبُوۡلٌ عَلَیۡنَا وَكَلِمَاتُ اللّٰہِ اَقۡفَالٌ عَلَیۡنَا۝ وَعَیۡنُ اللّٰہِ نَاظِرَۃٌ اِلَیۡنَا ۝ وَبِحَوۡلِ اللّٰہِ لَایَقۡدِرُ اَحَدٌ عَلَیۡنَا۝ وَاللّٰہُ مِنۡ وَّرَآئِھِمۡ مُّحِیۡطٌ ۝ بَلۡ ھُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ۝ اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡھَا حَافِظٌ۝ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ۝ وَ جَعَلۡنَا مِنۡ بَیۡنِ اَیۡدِیۡھِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِھِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰھُمۡ فَھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ۝ صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ

فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَّحَاقِدٍ وَّسَارِقٍ وَّطَارِقٍ وَّحَيَّةٍ وَّمَيْتَةٍ وَّعَقْرَبٍ وَّاَسَدٍ وَّفِيْلٍ وَّذِئْبٍ وَّكَلْبٍ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (سورۂ اخلاص سات مرتبہ) مُحِيْطٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مَّاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَاْلَمْ يَكُنْ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الْحَافِظُ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الْغَافِرُ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الشَّافِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الْوَافِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الْكَافِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الْمَجِيْدُ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الْاَحَدُ ۝ اَللّٰهُمَّ هُوَ الصَّمَدُ ۝ اَللّٰهُمَّ يَاوَلِيَّ الْوَلَاءِ وَيَاكَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلَاءِ وَيَاسَامِعَ الدُّعَاءِ رُدَّ عَنِّى الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ وَالْجَلَاءَ وَالْفَجَاءَ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ مِنْ جَمِيْعِ اَعْدَائِنَا اَللّٰهُمَّ احْفَظْ مِنْ جَمِيْعِ بَلَائِنَا اَللّٰهُمَّ يَاشَافِيْ يَاكَافِيْ يَا مُعَافِيْ يَادَافِعُ يَارَافِعُ يَاوَاحِدُ يَا اَحَدُ يَاصَمَدُ يَافَرْدُ يَا وِتْرُ يَا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ يَا قُدُّوْسُ يَاسَلَامُ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيِّكَ الْمُصْطَفٰى وَحَبِيْبِكَ الْمُجْتَبٰى وَرَسُوْلِكَ الْمُرْتَضٰى وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۝ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ وَ يَا حَيُّ وَيَاقَيُّوْمُ وَيَافَرْدُ وَيَا حَكَمُ وَ يَا عَدْلُ وَ يَا قُدُّوْسُ وَيَاوَدُوْدُ وَ يَاهَادِيْ وَيَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ۔ اٰمِيْن۔

یہ دُعا روزانہ صبح وشام پڑھیں۔ دُعا اور مندرجہ ذیل تعویذ گلے میں ڈالیں یا بازو پر

باندھیں۔ ہر کام ومقصد کے لیے آزمودہ اور دفع آفت و پریشانی وحفاظت کے واسطے مجرب ہے۔گھر کے ہر فرد کولکھ کر پہنائیں۔ بہت ہی نفع بخش ومفید ثابت ہوگا۔

صبح سے مراد آدھی رات ڈھلنے سے طلوع آفتاب تک اور شام سے مراد زوال سے غروب آفتاب تک ہے۔

۷۸۶۔ ۹۲

۱۳۰	۹۹۶	۹۹۱	۳۹۲
۹۹۲	شافی	سلام	۹۹۵
۳۹۰	حافظ	حفیظ	۱۳۲
۹۹۷	۱۳۳	۳۸۹	۹۹۰

یَاوَکِیْلُ،یَارَقِیْبُ،یَاسَلَامُ،یَاکَبِیْرُ،یَامُحِیْطُ،اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ، فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا۔ وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ،اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ۔

گناہ گار: محمد قمر الزماں اعظمی رضوی

۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

مالیگاؤں میں فلاحی وعلمی مرکز کی تعمیر کا عظیم منصوبہ

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر

سرپرست

علامہ قمرالزماں اعظمی (ورلڈ اسلامک مشن)

علامہ محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، مانچسٹر)

- فلاحی خدمات
- لائبریری
- تربیتی کلاسیس
- تصنیف وتالیف
- اشاعت وترسیلِ کتب
- کمپیوٹر سینٹر
- دعوت وتبلیغ

الحمدللہ! ان مقاصد کی تکمیل کے لیے مالیگاؤں کے قلب میں زمین خریدی جا چکی ہے۔
تعمیری کام کے لیے نقد وتعمیری اشیا کی ضرورت ہے۔ اصحابِ خیر وعلم دوست احباب توجہ فرمائیں۔

رابطہ

غلام مصطفیٰ رضوی : 9325028586

فرید رضوی : 9273574090

معین پٹھان : 7588815888

رابطہ

نوری مشن، معرفت: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، آگرہ روڈ، مالیگاؤں (انڈیا)

noori_mission@yahoo.com

Al-Mukhtar Publications @ 9096957863